قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 27 نومبر 2020ء | 11 ربیع الثانی 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 281

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

متوفی والدین کو اولاد کی کسی نیکی کا ثواب پہنچتا ہے

حضرت اَبُو اُسَید اَلسَّاعِدِیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ کا ایک شخص حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہؐ! والدین کی وفات کے بعد کوئی ایسی نیکی ہے جو میں ان کے لئے کرسکوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ تم ان کے لئے دعائیں کرو۔ ان کے لئے بخشش طلب کرو، انہوں نے جو وعدے کسی سے کر رکھے تھے انہیں پورا کرو۔ ان کے عزیز و اقارب سے اسی طرح صلہ رحمی اور حسن سلوک کرو جس طرح وہ اپنی زندگی میں ان کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اور ان کے دوستوں کے ساتھ عزت و اکرام کے ساتھ پیش آؤ۔

(ابوداؤد۔ کتاب الادب۔ باب فی بر الوالدین)۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

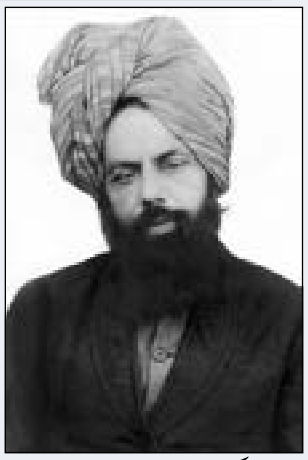

’’مسکین‘‘ سے والدین ’’یتیم‘‘ سے اولاد اور ’’اسیر‘‘ سے بیوی بھی مراد ہے

’’وَیُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّیَتِیۡمًا وَّاَسِیۡرًا (الدھر:۹) اس آیت میں مسکین سے مراد والدین بھی ہیں کیونکہ وہ بوڑھے اور ضعیف ہو کر بے دست و پا ہو جاتے ہیں اور محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالنے کے قابل نہیں رہتے۔ اس وقت ان کی خدمت ایک مسکین کی خدمت کے رنگ میں ہوتی ہے اور اسی طرح اولاد جو کمزور ہوتی ہے اور کچھ نہیں کرسکتی اگر یہ اس کی تربیت اور پرورش کے سامان نہ کرے تو وہ گویا یتیم ہی ہے۔ پس ان کی خبر گیری اور پرورش کا تہیہ اس اصول پر کرے تو ثواب ہوگا۔ اور بیوی اسیر کی طرح ہے اگر یہ عَاشِرُوۡھُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ (النساء:20) پر عمل نہ کرے تو وہ ایسا قیدی ہے جس کی کوئی خبر لینے والا نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم۔ صفحہ نمبر 599، ایڈیشن 1988ء)

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی بعض ایسے مشکلات پیش آگئے تھے کہ دینی مجبوریوں کی وجہ سے ان کی ان کے والدین سے نزاع ہوگئی تھی۔ بہرحال تم اپنی طرف سے ان کی خیریت اور خبر گیری کے واسطے ہر وقت تیار رہو۔ جب کوئی موقع ملے اسے ہاتھ سے نہ دو۔ تمہاری نیت کا ثواب تم کو مل کے رہے گا۔ اگر محض دین کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرنے کے واسطے والدین سے الگ ہونا پڑا ہے تو یہ ایک مجبوری ہے۔ اصلاح کو مدنظر رکھو اور نیت کی صحت کا لحاظ رکھو اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو۔ یہ معاملہ کوئی آج نیا نہیں پیش آیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ بہرحال خدا کا حق مقدم ہے۔ پس خدا تعالیٰ کو مقدم کرو اور اپنی طرف سے والدین کے حقوق ادا کرنے کی کوشش میں لگے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرتے رہو اور صحت نیت کا خیال رکھو۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 131، ایڈیشن 1984)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُھُمَاۤ اَوۡ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّھُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنۡھَرۡھُمَا وَ قُلۡ لَّھُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا۔ وَ اخۡفِضۡ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَ قُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا ۔(بنی اسرائیل:24۔25)

اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔ اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جُھکا اور کہہ کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ نے والدین سے حسن سلوک کے بارہ میں بڑی تاکید فرمائی ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے روکیں۔ یا شرک کی تعلیم دیں۔ اس کے علاوہ ہر بات میں ان کی اطاعت کا حکم ہے۔ اور یہ حکم اس لئے ہے کہ جو خدمت انہوں نے بچپن میں ہماری کی ہے اس کا بدلہ تو ہم نہیں اتار سکتے۔ اس لئے یہ حکم ہے کہ ان کی خدمت کے ساتھ ساتھ ان کے لئے دعا بھی کرو کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور بڑھاپے کی اس عمر میں بھی ان کو ہماری طرف سے کسی قسم کا کبھی کوئی دکھ نہ پہنچے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خدمت اور دعا کے باوجود یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم نے ان کی بہت خدمت کر لی اور ان کا حق ادا ہوگیا۔ اس کے باوجود بچے جو ہیں اس قابل نہیں کہ والدین کا وہ احسان اتار سکیں جو انہوں نے بچپن میں ان پر کیا۔

اس ضمن میں جو دو آیات مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔ اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جُھکا اور کہہ کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

اس آیت میں سب سے پہلے یہ بات بیان فرمائی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور وہ خدا جس نے تمہیں اس دنیا میں بھیجا اور تمہیں بھیجنے سے پہلے قسما قسم کی تمہاری ضروریات کا

بقیہ صفحہ 6 پر

اس شمارہ میں

- دربار خلافت
- خلافت کی برکات (منظوم)
- حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیتِ دعا کے ایمان افروز واقعات
- رپورٹ بابت نیشنل اجتماع مجلس انصار اللہ سینیگال

دربارِ خلافت

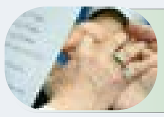

زکوٰۃ کیا چیز ہے اس کا مطلب ہے کہ اللہ کی راہ میں مال کا حصہ نکالنا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پس یہ خوشخبری ہے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو کہ اگر تم ان خصوصیات کے حامل ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کے اس عظیم پیغام کو جس کا ہر ہر لفظ اپنے اندر حکمت کے سمندر لئے ہوئے ہے۔ دنیا میں پھیلانے والے اور اسلام کے غلبہ کے دن دیکھنے والے بن سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا پرتو بننے اور اس سے فیض اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اندر کم از کم وہ خصوصیات پیدا کرنے کی کوشش کریں جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی صفت جو عزیز اور حکیم ہے، اس سے فیضیاب ہو سکیں۔ یہ خصوصیات ہم اپنے میں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے تو تب ہی وہ غالب اور حکیم خدا ہماری زبانوں کو وہ طاقت عطا فرمائے گا جس سے اللہ تعالیٰ کا حکیمانہ پیغام دنیا کو پہنچا کر ہم اسلام اور احمدیت کا غلبہ دیکھ سکتے ہیں۔ پس اس اہم مقصد کو ہم میں سے ہر ایک کو سمجھنا چاہئے تا کہ جو عہد بیعت اس زمانے میں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے کہ ہم جان، مال، وقت اور عزت کو اسلام کے پھیلانے کے لئے ہر وقت قربان کرنے کے لئے تیار رہیں گے، اس کو پورا کرنے والے بنیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ زکوٰۃ کے بارے میں بعد میں بیان کروں گا اب مَیں اس طرف آتا ہوں جو زکوٰۃ یا مالی قربانی کا مضمون ہے۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ جو نومبر کا مہینہ ہے اس میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہوتا ہے۔ اکتوبر میں تحریک جدید کا سال ختم ہوتا ہے اور یکم نومبر سے نیا سال شروع ہو جاتا ہے۔ نومبر کے پہلے جمعہ میں عموماً تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کیا جاتا ہے، لیکن اس دفعہ بوجوہ یہ اعلان نہیں ہو سکا تو آج مَیں اس کا بھی اعلان کروں گا اور اس حوالے سے مومن مردوں اور مومن عورتوں کی اس خصوصیت کا مزید ذکر کروں گا کہ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ زکوٰۃ کیا چیز ہے اس کا مطلب ہے کہ اللہ کی راہ میں مال کا حصہ نکالنا تا کہ وہ مال پاک ہو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اظہار ہو اور پھر اللہ تعالیٰ اس مال میں برکت ڈالے اور اسے بڑھاتا رہے۔ پس ایک مومن اپنے ضرورت مند بھائیوں کی ضرورت کے لئے، دینی ضروریات کے لئے، غلبہ اسلام کے لئے جو مال خرچ کرتا ہے وہ دراصل اللہ تعالیٰ سے یہ سودا کر رہا ہوتا ہے کہ اس ذریعہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو مزید جذب کرنے والا بنے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے مال کو مزید بڑھائے تا کہ دنیا کی نعمتوں سے بھی فائدہ اٹھائے اور پھر مزید خرچ کرکے اور زیادہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں گھاٹے کا سودا ہی نہیں ہے۔ ایک طرف سے ڈالتے جاؤ، دوسری طرف سے کئی گنا بڑھا کر حاصل کرتے چلے جاؤ۔ دنیاوی چیزوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب مال خرچ کرکے کوئی چیز حاصل کرتے ہیں تو اس کی قدر اتنی ہی ہوتی ہے جتنی کہ اس کی قیمت ادا کی جاتی ہے۔ عقلمند انسان ہر ایک چیز کی قدر دیکھ کر ہی اس کی قیمت ادا کرتا ہے اور اُس کی قدر اتنی ہی ہوتی ہے جتنا کہ جیسا کہ مَیں نے کہا اس پر خرچ کیا گیا ہو۔ اس سے استفادہ ایک حد تک کیا جا سکتا ہے اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ اس چیز سے استفادہ اور اس کی قدر میں کمی ہونا شروع ہو جاتی ہے اور ایک وقت میں وہ چیز بالکل بے کار ہو جاتی ہے۔ پھر ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ کسی بھی صنعت میں پیداوار حاصل کرنے کے لئے جب خام مال کا استعمال کیا جاتا ہے تو اس خام مال کا کچھ حصہ ضائع ہو جاتا ہے اور 100فیصد اس پر خرچ کئے گئے مال سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ گو کہ ان نقصانات کا اندازہ کرتے ہوئے جو اس طرح ضائع ہوتے ہیں، ایک کارخانہ دار یا اس کو بنانے والا اس کی قیمت اتنی مقرر کر دیتا ہے کہ اس کا نقصان بھی پورا ہو جائے اور کچھ منافع بھی ہو جائے۔ پھر اور بہت سے عوامل ہیں، اگر وہ اثر ڈالیں تو بعض دفعہ منافع بھی نقصان میں چلا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کو ضمانت دی ہے کہ مال بڑھے گا۔ ایک جگہ فرمایا کہ سات سو گنا بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ بڑھا دے گا۔ پس مومنین کو ایسی تجارت کی طرف توجہ دلائی کہ گو یہ پیسہ تم دنیاوی ذرائع استعمال کرکے حاصل کرتے ہو لیکن جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے حکموں کے مطابق خرچ کرتے ہو تو پھر جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرکے جماعت کی مضبوطی کا باعث بن رہے ہوتے ہو، جہاں اپنی عاقبت سنوار رہے ہوتے ہو، وہاں اس بات سے بھی آزاد ہو جاتے ہو کہ بعض عوامل اثر انداز ہو کر تمہاری تجارتوں کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ بقرہ کی آیت 273میں فرماتا ہے کہ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَلِاَنۡفُسِکُمۡ۔ وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ اللّٰہِ۔ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ یُّوَفَّ اِلَیۡکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ (البقرۃ:273) کہ جو مال بھی تم خرچ کرو تو وہ تمہارے اپنے ہی فائدہ میں ہے جبکہ تم اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے سوا کبھی خرچ نہیں کرتے اور جو بھی تم مال میں سے خرچ کرتے ہو وہ تمہیں بھرپور واپس کر دیا جائے گا اور ہرگز تم سے کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی، تم پہ ظلم نہیں کیا جائے گا۔

(خطبہ جمعہ 9/ نومبر 2007ء بحوالہ الاسلام)

خلافت کی برکات

حفاظت اہلِ ایماں کی مقدر ہے خلافت سے
خلافت ہی بچاتی ہے انہیں قعرِ مذلت سے

خلافت مظہرِ شانِ نبوت اور وحدت ہے
خلافت روحِ مذہب ہے خلافت جانِ ملت ہے

خلافت ہی ستونِ امت و سامانِ رحمت ہے
خلافت ہی جہاں میں دین کی وجہِ حفاظت ہے

خلافت ہی ہدایت کے لئے تکمیل کا باعث
خلافت ہی شریعت کے لئے تعمیل کا باعث

خلافت حق تعالیٰ کی رفاقت کا نشاں سمجھو
خلافت نعمتِ ارض و سماء، کون و مکاں سمجھو

خلافت کی اطاعت میں نہاں راہ جناں سمجھو
خلافت ہی سے وابستہ نجات دو جہاں سمجھو

غرض جب بھی کبھی اس دور کا آغاز ہوتا ہے
تو ظاہر دستِ قدرت سے نیا اک راز ہوتا ہے

جہاں میں نور سے معمور ہیں اہلِ خلافت ہی
مئے عرفان سے مخمور ہیں اہلِ خلافت ہی

نگارِ یار میں منظور ہیں اہلِ خلافت ہی
مظفر، غالب و منصور ہیں اہلِ خلافت ہی

وہی معتوب ہوتے ہیں وہی مقہور ہوتے ہیں
خلافت کے جو دامن سے مبشّر دور ہوتے ہیں

(مکرم مبشر احمد صاحب پسر حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی)

مرسلہ: عطاء الوحید باجوہ۔ مربی سلسلہ

حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیتِ دعا کے ایمان افروز واقعات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بارہ میں بتایا گیا تھا کہ وہ ’’قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان‘‘ ہوں گے۔ چنانچہ آپؓ کے وجود میں یہ پیشگوئی اس طرح بھی پوری ہوئی کہ آپؓ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی رحمت کی بدولت اور اس کی قربت کے صدقے ایک انتہائی مستجاب الدعوات وجود تھے۔ ذیل میں حضورؓ کی معجزانہ قبولیت دعا کے چند واقعات بطور مشتے از خروارے پیش ہیں۔

دونوں آنکھیں درست ہوگئیں

مکرم فتح محمد صاحب حضرت اماں جانؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی قبولیت دعا کا ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ 1917ء کا واقعہ ہے مجھے ککروں کی تکلیف تھی۔ ایک رات مجھے سخت تکلیف ہوئی اور میں ساری رات نہ سوسکا۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کو بلایا۔ حضرت میر صاحب تشریف لائے اور اپنے ہاتھوں سے دوائی لگا کر چلے گئے اور شدتِ بیماری کا مجھ سے یا میری بیوی سے ذکر نہ کیا۔ البتہ گھر جا کر حضرت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت اماں جانؓ سے ذکر کیا کہ فتح محمد کی دائیں آنکھ تو قریباً ضائع ہوچکی ہے اور آنکھوں کی پتلی سے لے کر آنکھ کے آخر تک زخم ہے اور آنکھ کے اندر سفیدی نظر آتی ہے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت اماں جانؓ کے دلوں میں درد اور ترحُّم پیدا ہوا اور اسی وقت میرے لئے دعا کی اور رات حضرت امیرالمومنینؓ نے رؤیا میں دیکھا کہ میں حضور کے سامنے بیٹھا ہوں اور میری دونوں آنکھیں صحیح سلامت ہیں۔ یہ رؤیا حضور نے صبح ہی حضرت اماں جانؓ کو سنایا تو حضرت اماں جانؓ اسی وقت خوش خوش ہشاش بشاش ہمارے گھر تشریف لائیں اور میرے گھر آ کر مبارک باد دی کہ اللہ تعالیٰ جلد صحت دے گا اور حضرت میر صاحب کی رپورٹ اور حضرت امیرالمومنینؓ کے رؤیا کا ذکر کیا اور فرمایا اب اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوگا اور صحت ہوجائے گی۔

بعد میں حضرت میر صاحبؓ خود تشریف لائے اور آنکھ کا معائنہ کرنے کے بعد سخت حیرت ہوئی کہ ایک رات میں زخم کا 7/8 حصہ مندمل ہوگیا ہے۔ اس کے بعد بیماری گھٹنی شروع ہوئی اور میری دونوں آنکھیں درست ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ نے ایک لمبا عرصہ خدمتِ سلسلہ کا موقع دیا۔ باوجود ہندوستان کے بعض ایسے علاقوں میں کام کرنے کے جہاں لو اور دھوپ سے آنکھوں کے خراب ہونے کا خدشہ تھا میری آنکھیں بالکل ٹھیک ہوگئیں۔

(نصرت الحق صفحہ 40)

ہم دعا کریں گے

مکرم میاں فضل الٰہی صاحب احمدی آف لالہ موسیٰ کی اہلیہ بعض نسوانی بیماریوں کی وجہ سے بیمار ہوگئیں۔ ایام ماہواری کی بے قاعدگی، لیکوریا، قلتِ دم وغیرہ بیماریوں نے ان کو گھیر لیا۔ مکرم فضل الٰہی صاحب اس کی تفصیل اس طرح بیان فرماتے ہیں: جب بیماریوں نے طول کھینچا تو میں نے بہت سے ماہر ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹروں سے ان کا علاج کروایا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ بعض لیڈی ڈاکٹروں نے معائنہ کے بعد بتایا کہ میری اہلیہ کے رحم میں نقص واقع ہوگیا ہے اور خدشہ ہے کہ آئندہ سلسلہ تولید بند ہوجائے گا۔ میں نے اس فکر میں حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو دعا کے لئے متواتر خطوط لکھے۔ ان کے جواب میں حضرت مصلح موعودؓ نے ازراہ شفقت تحریر فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم دعا کریں گے لیکن آپ بچہ دانی کی اصلاح کے لئے جوان بکری کی بچہ دانی کی یخنی صبح شام دو دفعہ ہفتہ عشرہ تک اپنی بیوی کو استعمال کروائیں۔ چنانچہ میں نے حضور کی ہدایت کے مطابق استعمال کروائی۔ اس کے بعد جب لیڈی ڈاکٹر کو معائنہ کروایا گیا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ بچہ دانی بالکل درست اور صحیح ہے اور اس میں کوئی نقص باقی نہیں رہا۔ اور اس کے بعد میاں فضل الٰہی صاحب کی اہلیہ کے گھر کئی تندرست بچے تولد ہوئے۔ فالحمد للہ علی ذلک

(حیات قدسی حصہ چہارم صفحہ 115)

ہم سب مولوی صاحب کی صحت کے لئے دعا کرتے ہیں

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ حیات قدسی میں رقم طراز ہیں: 1943ء کا واقعہ ہے کہ میں تپِ محرقہ میں سخت بیمار ہوگیا اور علاج کے باوجود بخار میں دن بدن زیادتی ہوتی گئی۔ ایک ماہ گزرنے کے باوجود میرا بخار نہ اترا۔ بخار کے ساتھ ہی اسہال بھی شروع ہوگئے اور ضعف اور کمزوری کی وجہ سے میں اکثر بے ہوش رہتا۔ یہاں تک کہ ایک دن غلطی سے میری موت کی افواہ بھی شہر میں پھیل گئی۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ نے جب میری حالتِ نازک دیکھی تو آپؓ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور ڈلہوزی پہنچے اور اس حقیر خادم کے لئے درخواستِ دعا کی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم سب مولوی صاحب کی صحت کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے اہلِ بیت کی دردمندانہ دعائیں اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کو کھینچنے کا باعث بنیں اور میں روبصحت ہونے لگا۔

(حیات قدسی حصہ چہارم صفحہ 27)

اور نزع کی سی کیفیت وارد ہوگئی

حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیت دعا کا ایک اور واقعہ تحریر فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے مجھ (حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی) پر بے حد ونہایت احسان ہوئے۔ 3 نومبر 1957ء کو بندش بَول سے بیمار ہو کر کوئی ایک ماہ سے اوپر شدید بیمار رہا۔ ایک وقت مجھ پر ایسا آیا کہ میری آنکھیں پتھرا گئیں اور نزع کی کیفیت وارد ہوگئی۔ چھت کی ایک کڑی پر میری نظر تھی لیکن حرکت نہ کرسکتا تھا۔ میرے تمام بیٹے خدمت میں مصروف تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ، حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اور دوسرے بہت سارے بزرگ میرے حق میں دعائیں کرتے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا منشاء تھا کہ لاہور لے جا کر میو ہسپتال میں علاج کرایا جائے۔ پسرم عزیز محمد احمد سلمہٗ نے عرض کیا کہ اڈہ بس تک لے جانے پر ہی اباجان کی وفات ہوجائے گی۔

ایک روز میاں غلام محمد صاحب اختر عیادت کے لئے آئے۔ میری حالت بہت نازک تھی۔ میں نے چشم پر آب ہو کر کہا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوں تو میری طرف سے بعد السلام علیکم عرض کریں کہ بادشاہوں کے ہاں شادی وغیرہ خوشی کی تقریبات پر قیدی رہا کئے جاتے ہیں۔ حضور کے خاندان میں بھی ایک ایسی تقریب ہے۔ میں مرض کا اسیر ہوں۔ دعا کر کے مجھے مرض سے آزاد کرائیں۔ اختر صاحب نے بعد میں بتایا کہ جب میں نے پیغام عرض کیا تو حضور کے چہرہ سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضور نے دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قبولِ دعا کا یہ نشان دکھایا کہ ایک ماہ سے زائد عرصہ سے آلہ کے ساتھ پیشاب خارج کیا جاتا تھا اس واقعہ کے بعد مجھے خیال آیا کہ خود پیشاب کر کے دیکھوں۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب کہ پیشاب خود ہی خارج ہوگیا اور بعد ازاں باقاعدہ آنے لگا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ میرے دل پر یہ غالب اثر ہے کہ یہ حضور کی قبولِ دعا کا نشان تھا جس میں دوسرے بزرگوں کی دعائیں بھی شامل تھیں۔

(اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 141-142)

موت ٹلتی نہیں مگر دعا سے

حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی الٰہ دین صاحب آف سکندرآباد الحکم قادیان کی ایک اشاعت میں تحریر فرماتے ہیں:

1918ء میں مَیں نے اپنے لڑکے علی محمد صاحب اور سیٹھ الٰہ دین ابراہیم بھائی نے اپنے لڑکے فاضل بھائی کو تعلیم کے لئے قادیان روانہ کیا۔ علی محمد نے 1920ء میں میٹرک پاس کرلیا۔ ان کو لنڈن جانا تھا۔ دونوں لڑکے مکان واپس آنے کی تیاری کر رہے تھے کہ یکایک فاضل بھائی کو ٹائیفائیڈ (typhoid) بخار ہوگیا۔ نور ہسپتال کے معزز ڈاکٹر جناب حشمت اللہ خان صاحبؓ اور حضرت خلیفہ رشید الدین صاحبؓ نے جو کچھ ان سے ہوسکا کیا۔ طبیعت درست بھی ہوگئی مگر بد پرہیزی کے بعد پھر ایسی بگڑی کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ جب یہ خبر حضرت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو پہنچی تو حضور خود بورڈنگ تشریف لائے اور بہت دیر تک دعا فرمائی۔ اس کے بعد طبیعت معجزانہ طور پر سدھرنے لگی اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے فاضل بھائی کو نئی زندگی حاصل ہوگئی۔ یقیناً حضرت رسول کریم ﷺ نے یہ جو فرمایا کہ موت نہیں ٹلتی مگر دعا سے۔ یہ حقیقت ہم نے صاف طور پر اپنی نظر سے دیکھی۔ (الحمد للہ)

(الحکم 26 دسمبر 1939ء صفحہ 37)

اب کوئی علاج نہیں سوائے دعا کے

حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی اللہ دین صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ:

میری تیسری لڑکی عزیزہ ہاجرہ بیگم کے پیٹ میں یکایک درد ہوگیا ہم نے اپنے قریب رہنے والے سرکاری خطاب یافتہ ڈاکٹر کو جو آنریری مجسٹریٹ بھی ہیں بلوایا۔انہوں نے دیکھ کر کہا کہ لڑکی کے پیٹ میں پیپ ہوگیا ہے فوراً آپریشن کر کے نکال دینا چاہئے ورنہ جان کا خطرہ ہے۔دسمبر کا مہینہ تھا مجھے قادیان جلسہ سالانہ پر دو ایک روز میں جانا تھا اور یہاں یہ حالت ہوگئی۔پھر ہم نے یہاں کے ہاسپٹل کے بڑے یورپین ڈاکٹر کو بلوایا اس نے خوب معائنہ کیا اور کہا کہ نہ پیپ ہے اور نہ آپریشن کی ضرورت۔ہم سب یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا مگر وہ ڈاکٹر اپنی رائے پر ہی اڑا رہا کہ پیپ یقیناً ہے فوراً آپریشن کی ضرورت ہے اس کے بغیر اگر یہ لڑکی بچ جائے تو میں اپنی ڈاکٹری چھوڑ دوں گا۔مگر ہم نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔میں دوسرے دن قادیان روانہ ہوگیا۔وہاں سے واپس آنے تک لڑکی اچھی رہی۔مگر اس کے بعد یکایک لڑکی کی ناف میں سوراخ ہوگیا اور اس قدر پیپ نکلا جس کی کوئی حد نہیں۔ہم نے پھر اسی ڈاکٹر کو بلوایا جس نے کہا تھا کہ پیپ ہے۔اب ہم آپریشن کے لئے بھی رضامند ہوگئے مگر ڈاکٹر نے کہا کہ لڑکی کی حالت نازک ہوگئی ہے اب آپریشن کا وقت نہیں رہا۔اب یہ کیس hopeless ہوگیا ہے۔ہم نے دیکھا اب کوئی علاج نہیں سوائے دعا کے۔میں نے فوراً ایک تار حضرت امیر المومنین کی خدمت میں اور دوسرا الفضل کو روانہ کیا اور پھر ایک بار حضور کی دعا کا معجزہ دیکھا کہ بغیر کسی ڈاکٹری علاج کے لڑکی صرف ایک معمولی سی دوائی سے صحت پاگئی۔الحمد للہ ثم الحمد للہ

(الحکم 28دسمبر 1939ء صفحہ 37)

ڈاکٹروں کی حیرانگی کی کوئی حد ہی نہ رہی

الحکم کی ایک اشاعت میں ایک واقعہ اس طرح درج ہے:دسمبر 1937ء میں حضرت خلیفہ نورالدین صاحبؓ کو پھوڑ کاربنکل کا حملہ ہوگیا اور قابل ڈاکٹروں برکت رام ایم۔بی (لنڈن) اور بلونت سنگھ صاحب آر۔سی۔ایس۔ای کے زیر علاج تھے۔دونوں نے مرض کی رفتار کو دیکھ کر آپریشن کا متفقہ مشورہ دیا اور کہا کہ اب سوائے آپریشن کے لئے تیار نہ تھے آخر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں بیماری کی اطلاع بذریعہ تار دی گئی اور دعا کی درخواست کی گئی حضورؓ نے ارشاد فرمایا کہ آپریشن نہ کرائیں اور زخم کو گلیسرین وغیرہ نئے طریق علاج سے صاف کیا جاتا رہا۔جس سے خلیفہ صاحب بکلی صحت یاب ہوگئے اور دونوں ڈاکٹروں کی حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی۔یہ محض حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا کا اثر تھا۔

(الحکم 7تا14نومبر 1939ء صفحہ 7)

اچھا دعا کروں گا

مکرم سید اعجاز احمد شاہ صاحب انسپکٹر بیت المال تحریر فرماتے ہیں:

1951ء کا واقعہ ہے کہ میں ربوہ میں تھا۔مجھے برادرم سید سجاد احمد صاحب کی طرف سے جڑانوالہ سے تار ملا کہ والد صاحب کی حالت نازک ہے جلد پہنچو۔نماز مغرب کے قریب مجھے تار ملا مغرب کی نماز میں نے حضور خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اقتدا میں گھبراہٹ کے عالم میں ادا کی۔جب حضور نماز پڑھا کر واپس جانے لگے تو میں نے عرض کیا۔جڑانوالہ سے چھوٹے بھائی کا تار ملا ہے اباجی کی حالت نازک ہے۔کل صبح جاؤں گا۔حضور نے فرمایا اچھا دعا کروں گا۔حضور پرنور کے ان چار لفظوں میں وہ سکینت تھی کہ بیان سے باہر ہے۔اگلی صبح کو جڑانوالہ پہنچا۔والد صاحب محترم چارپائی پر حسبِ معمول پان چبا رہے تھے۔بھائی سے شکوہ کیا کہ تم نے خواہ مخواہ تار دے کر پریشان کیا تو اس نے کہا کہ کل مغرب کے بعد سے اباجی کی حالت معجزانہ طور پر اچھی ہونی شروع ہوئی اور خطرے سے باہر ہوئی ورنہ مغرب سے پہلے سب علاج بیکار ہو کر حالت خطرے والی اور از حد تشویشناک تھی۔

(روزنامہ الفضل 17اپریل 1966ء)

نہ ہی وہاں گلٹی تھی نہ ہی درد تھا

مکرم محمد عمر بشیر صاحب تحریر فرماتے ہیں:

1945ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کراچی تشریف فرما تھے۔ان دنوں میرے والدین بھی ڈھاکہ سے کراچی آئے ہوئے تھے۔حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔میرے والدہ صاحبہ کو گلے میں کئی دنوں سے سخت تکلیف تھی وہاں کے احمدی اور غیر احمدی معروف ڈاکٹروں کو دکھایا۔ہر ایک نے اس تکلیف پر تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ آپریشن کے بغیر کوئی علاج نہیں ہے اور آپریشن بھی کم کامیاب ہوتا ہے۔اس سے ہمیں سخت فکر لاحق ہوئی۔ہم حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔حضور نے فرمایا اچھا میں دعا کروں گا۔والدہ صاحبہ نے اسی وقت حضور سے کہا کہ حضور ان کو یہاں تکلیف ہے۔حضور نے جب نظر اٹھائی اور گلے کو دیکھا تو والدہ صاحبہ کہنے لگیں حضور ابھی دعا کریں۔حضور مسکرا دیے اور دعا کی۔خدا شاہد ہے کہ اسی وقت حضورؓ نے توجہ فرمائی اور ابھی والدہ صاحبہ اور والد صاحب حضور کی کوٹھی سے باہر گئے ہی تھے کہ والدہ صاحبہ کہنے لگے کہ مجھے آرام محسوس ہوتا ہے اور جب گلے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تو نہ وہاں گلٹی تھی اور نہ ہی درد تھا۔

(روزنامہ الفضل مورخہ 19اپریل 1966ء)

اللہ تعالیٰ آپ کی اہلیہ کو مکمل صحت دے گا

مکرم شیخ فضل حق صاحب واہ کینٹ سے تحریر فرماتے ہیں:

1948ء میں میری اہلیہ بہت ہی بیمار ہوگئی۔بیماری طوالت پکڑنے لگی۔سول ہسپتال راولپنڈی میں ڈاکٹر ملک عبدالحق صاحب کو دکھایا انہوں نے ٹیکے تجویز کئے۔ان دنوں انجکشن بہت ہی مہنگے آتے تھے۔50/ روپے کا ایک ڈبہ تھا جس میں 5 ٹیکے ہوتے اور صبح شام لگتے تھے۔تانگے کا کرایہ الگ۔اس طرح پر چار پانچ سو روپے خرچ ہوگئے۔مالی حالت بھی ٹھیک نہیں تھی۔میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو خط لکھا کہ صحت و مشکلات کے لئے دعا کریں۔میرے پاس صرف 30/ روپے رہ گئے تھے اور ٹیکہ کا ڈبہ 50/ روپے کا آتا تھا۔مہمان بھی آئے ہوئے تھے۔میں بڑا پریشان تھا کہ ایک دم لیڈی ڈاکٹر نے کہا کہ ایکسرے کرالیں پھر مزید علاج کے لئے بتایا جائے گا۔دوسرے دن میں اہلیہ کو لے کر ہسپتال گیا تاکہ ایکسرے کا نتیجہ دیکھا جاسکے اور اسی دن حضور کا لفافہ ایک بجے کی ڈاک میں ملا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اہلیہ کو مکمل صحت دے گا اور دیگر مشکلات بھی حل کرے گا۔کوئی فکر نہ کریں۔دل کو بڑی تسلی ہوئی۔ایکسرے دیکھ کر لیڈی ڈاکٹر صاحبہ نے کہا کہ آپ کی اہلیہ بالکل ٹھیک ہیں آپ کو مبارک ہو۔یہ سن کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے کہ یہ سب کچھ حضور کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے۔

(روزنامہ الفضل 28اپریل 1966ء)

ایک ٹکڑا ابادل کا نمودار ہوگیا

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے متعلق ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں:

سرینگر کشمیر اور اسلام آباد کے درمیان بذریعہ کشتی سفر ہو رہا تھا۔ایک مقام پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ دریا سے آدھ ایک میل کے فاصلے پر پورانے کھنڈرات نکالے جا رہے ہیں۔جن سے بہت سی عجیب معلومات حاصل ہو رہی ہیں۔حضور بھی دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔جاتے ہوئے تو کچھ زیادہ معلوم نہ ہوا۔واپسی پر دھوپ کی سخت شدت محسوس ہوئی اور سفر نسبتاً لمبا بھی ہوگیا تھا کیونکہ کشتی چلتی ہوئی اوپر نکل گئی تھی۔میرے دل میں فکر پیدا ہوئی کہ مبادا شدت دھوپ کی وجہ سے حضور کو سر درد وغیرہ کے عوارض نہ لگ جائیں۔زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ ایک ٹکڑا ابادل کا سورج کی ٹکیا کے سامنے نمودار ہوگیا۔جس کی وجہ سے خدا کے فضل سے تیز دھوپ بند ہوگئی۔یہ خدائی چھتری تائید الٰہی سے تھی۔

(الحکم 14دسمبر 1939ء صفحہ 4،5)

اللہ تعالیٰ نے میری ہر دعا کو قبول فرمایا ہے

حضرت ابوالمبارک محمد عبداللہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دعا کے نتیجے میں غیر معمولی نصرت الٰہی کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’سال 1925ء میں ایک دفعہ دو مہینوں کی اکٹھی تنخواہ ملی جو میں نے قادیان آکر اپنے والدین کو پیش کر دی۔اس دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بعد نماز عصر بیت الاقصیٰ میں تقریر تھی میں بھی گیا۔حضورؓ نے فرمایا کہ جماعت پر خاصہ قرض ہوگیا ہے اور ملازموں کی دو دو، تین تین ماہ کی تنخواہ رکی ہوئی ہے۔حضور نے اس ضمن میں خاص چندہ کی تحریک فرمائی۔میں مخمصے میں پڑ گیا۔دونوں ماہ کی تنخواہ تو والدین کو دے چکا اور مانگنے میں شرم محسوس کرتا تھا۔شام کو آیا تو میرے (سوتیلے) والد صاحب نے پوچھا کہ حضور نے اپنی تقریر میں کیا فرمایا ہے؟ میرے بتانے پر انہوں نے فوراً ایک ماہ کی تنخواہ (52روپے سے زائد تھی) حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے واپس کر دی۔میں نے اگلے دن وہ رقم حضور کو ایک رقعہ کے ساتھ بھجوا دی جس میں بعض امور کے متعلق دعا کے واسطے درخواست کی ہوئی تھی۔کچھ دنوں کے بعد حضور نے فرمایا کہ اس موقع پر جس جس آدمی نے چندہ دیا ہے اور دعا کے لئے لکھا ہے۔میں نے ایسے ہر آدمی

کے لئے دعاکی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری ہر دعا کو قبول فرمایاہے۔میں نے جن امور کے لئے حضور کو دعاکی درخواست کی تھی ان میں ایک میڈیکل سرٹیفکیٹ کا حصول تھاجو سِول سرجن گورداسپور سے حاصل کرنا تھا۔کیونکہ میری تنخواہ پچیس روپے سے زیادہ تھی اس وجہ سے محکمہ نے میرا اسسٹنٹ سرجن کا جاری کردہ سرٹیفکیٹ نا منظور کر دیا تھا۔ اس ضمن میں مَیں نے اپنے استاد مکرم بابو محمد طفیل صاحب سے گزارش کی کہ وہ کسی سفارش کا بند و بست کر دیں۔ انہوں نے معلوم کیا کہ سول سرجن سفارش سے چڑ جاتا ہے۔

میں نے اللہ توکل ہیڈ ماسٹر سے سول سرجن کے نام برائے حصول میڈیکل سرٹیفیکیٹ ایک خط حاصل کیا اور بعد دوپہر گورداسپور پہنچا۔ وہاں میری کوئی واقفیت نہ تھی۔اللہ کے فضل سے ایک رئیس نے میری مہمان نوازی کی۔ اس رات خواب میں مجھے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحبؓ ملے۔ میں سمجھ گیا کہ میڈیکل سرٹیفیکیٹ والا کام ہوجائے گا۔صبح سول سرجن کے دفتر گیا۔ وہاں سکھ چپڑاسی نے بیٹھنے کے لئے کرسی لادی۔سول سرجن نوبجے آیا۔ میرا تیسرا نمبر تھا۔سول سرجن نے مجھے انگریزی میں پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ جب میں نے کہا کہ قادیان سے۔وہ مجھ سے علمی باتیں کرنے لگ پڑا اور بڑا خوش ہوا کہ اہلِ قادیان بڑا علمی شغف رکھتے ہیں۔ اس طرح آدھ گھنٹہ بیت گیا۔آخر میں مجھ سے کہنے لگا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ تومیں نے کہا کہ میڈیکل سرٹیفیکیٹ دے دیں۔ میں نے اس سکھ چپڑاسی کو 2، 4روپے بطور نذرانہ دینے چاہے لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ اس طرح یہ کام بغیر رشوت اور سفارش کے ہوگیااور حضور خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا یہ فرمان کہ خاص چندہ دہندگان کے متعلق میری تمام دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول کرلی ہیں، پورا ہوگیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

(حیات ابوالمبارک صفحہ 54تا58)

دعاکرنے پر وہ روپیہ آیا تھا

حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ کو حضرت مصلح موعودؓ نے تحریر فرمایا:

مکرمی! السلام علیکم۔آپ کی طرف سے 100روپیہ پہنچ گیا تھا۔جزاکم اللہ احسن الجزا۔آپ کی اہلیہ کی طرف سے بھی دس روپے پہنچ گئے۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔چونکہ اس وقت روپے کی خاص ضرورت تھی اور خدا تعالیٰ سے دعاکرنے پر وہ روپیہ آیا تھااس لئے خاص طور پر دعاکی گئی۔

(اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 126)

اللہ تعالیٰ نے سب ظلمتیں دور فرمادیں

حضرت ابوالمبارک محمد عبد اللہ صاحبؓ حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیتِ دعا کا ایک واقعہ کچھ اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

پسرور میں پہلے چھ مہینے سخت پریشانی میں گزرے۔ گھر آرام وسکون کی جگہ ہوتا ہے لیکن وہاں بھی بیوی کی بیماری زیادہ پریشان کردیتی جو ڈیرہ بابانانک میں ہی دوسال سے بیمار تھی۔ بچوں کو وقت پر روٹی نہ ملتی تھی۔ ڈیرہ بابانانک سے پسرور آنے سے پہلے میں نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر دعاکی درخواست کی تھی اور انہوں نے تسلی دی تھی کہ میں دعا کروں گا۔میں پسرور آکر بھی اس ''درد منداں دے دردیا'' کو لکھتا رہااور ان کی طرف سے جواب بھی آتا رہا۔ ایک دن خواب میں دیکھا کہ اخبار الفضل آیاہے اور اس میں لکھاہے: فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سب ظلمتیں دور فرمادیں۔ان دنوں حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ گجرانوالہ میں بطور سول سرجن تعینات تھے۔ ان سے حضرت اماں جانؓ کے گھر رہنے کی وجہ سے بچپن سے ہی شناسائی تھی۔ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بعض طبی ٹیسٹ کرنے کے بعد بتایا کہ میری بیوی کے گردے میں پتھری ہے۔ بعد میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہااور ان کے طبی مشورے میری بیوی کے علاج میں بہت مد ثابت ہوئے۔

(حیات ابوالمبارک صفحہ 72)

باعزت بری کر دیا

مکرم بابو اللہ بخش صاحب ریلوے گارڈ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ نور پور روڈ سٹیشن (ضلع کانگڑہ) پر متعین تھے۔سب ڈویژنل آفیسر کے عہدہ پر متعین ایک شخص وہاں سے تین چار سٹیشن تک روزانہ بلا ٹکٹ سفر کرتا تھا۔آپ نے اس سے کرایہ چارج کرلیااور آئندہ اسے اس طرح سفر کرنے سے سختی سے منع کیا۔اس نے مشتعل ہوکر پہلے آپ کے گھر چوری کروادی پھر ایک تانگہ والے سے تحصیلدار کی عدالت میں آپ کے خلاف استغاثہ دائر کرادیا کہ فلاں روز سیر کے دوران حضرت بابو صاحبؓ نے مجھے بلاوجہ گالیاں دیں اور مجھ سے مار پیٹ کی۔تحصیلدار بھی حضرت بابو صاحبؓ کا مخالف تھا۔آپؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں دعاکے لئے عرض کیا۔حضرت مصلح موعودؓ نے دعاکی نیز مکرم مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ گورداسپور (سرگودھا) کو اپنا وکیل مقرر کرنے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ تحصیلدار کے تبادلہ کے احکام صادر ہوگئے اور اس نے یہ سوچ کر کہ مقدمہ تو جھوٹا ہی ہے۔نیا تحصیلدار اسے ضرور خارج کر دے گا، کیوں نہ میں ہی اسے خارج کر دوں اور اس طرح اس نے آپ کو باعزت بری کر دیا۔

(اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 56تا57)

مخالفیں کے منہ بند ہوجائیں

مکرم فتح محمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

1921ء میں جب میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے احمدیت کی نعمت سے مشرف ہوا اور میرے ساتھ ہی ہمارے گاؤں مٹھیانہ ہوشیار پور کے چار اَور افراد بھی احمدیت کے حلقہ بگوش ہوگئے تو گاؤں بلکہ علاقہ بھر میں ہماری مخالفت شروع ہوگئی۔ جگہ جگہ ہمارے خلاف چرچا ہونے لگا۔بحث مباحثہ ہوتا رہتا تھااور اختلافی مسائل پر گفتگو ہوا کرتی تھی۔ جب دشمن ہمارے اعتراضات کے جواب دینے سے عاجز آگئے اور اپنے عقائد کی کمزوری ان کو نظر آنے لگی تو گاؤں کے بوڑھوں نے یوں کہنا شروع کر دیا کہ ''کیا ہوا کہ یہ لوگ مرزائی ہوگئے ہیں، ان کو ملتی تو لڑکیاں ہی ہیں۔'' اتفاق سے ہم پانچوں کے ہاں جو اس وقت تک احمدی ہوئے تھے، لڑکیاں ہی لڑکیاں تھیں۔نرینہ اولاد کسی ایک کے پاس بھی نہ تھی۔ اس بات کا میرے دل پر بڑا صدمہ ہوااور میں نے اسی صدمہ کے زیر اثر اپنے پیارے امام حضرت مصلح موعودؓ کے حضور نہایت عاجزی سے دعاکی درخواست کی کہ حضور! ہم سب کے ہاں نرینہ اولاد ہونے کی دعاکریں تااس بارہ میں بھی مخالفین کے منہ بند ہوجاویں۔حضورؓ نے جواب دیا کہ خداوند تعالیٰ آپ سب کو نرینہ اولاد دے گا۔ چنانچہ حضور پرنورؓ کی دعاسے خداوند تعالیٰ نے ہم سب کو نرینہ اولاد سے نوازا۔

(روزنامہ الفضل 28/اپریل 1966ء)

تھوڑے دنوں بعد دریانے پلٹا کھایا

خدا تعالیٰ کے پیاروں کی دعاؤں سے کس طرح دریا بھی اپنے رخ پھیر لیا کرتے ہیں، اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ کی دعااور اس کی قبولیت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت چوہدری غلام محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:

میں تحصیل نکودر میں موضع برہمیان ارائیں قوم کے گاؤں میں ایک لمبے عرصہ تک رہا۔ وہاں ایک مسجد تھی۔ عام طور پر لوگ نماز پڑھتے تھے۔رات کے کسی حصہ میں جب بھی میں مسجد گیا تو میں نے کسی نہ کسی کو نماز پڑھتے یا وضو کرتے ہی پایا۔مسجد کبھی خالی نہ ہوتی تھی۔ میں اکثر نماز کے لئے وہاں جاتااور لوگوں کو اپنے مطلب کی باتیں سناتا۔مولوی لوگ بھی اکثر وہاں پند ونصیحت کے لئے آتے اور لوگوں کو وعظ سناتے۔میرا مکان بھی مسجد کے نزدیک تھا۔ میں بھی اکثر ان کا وعظ سننے کے لئے مسجد میں چلا جاتا۔ میں مولوی صاحبان سے تبادلۂ خیالات کے لئے لوگوں کو بلاتا مگر کوئی ادھر توجہ نہ کرتا۔ تاہم میں تبلیغ ضرور کرتا۔آخر خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو آن پکڑا۔ ہوا یوں کہ دریا نے ان کو گھیرنا شروع کر دیااور گاؤں کی زمین کو گرانے لگا۔ زمین بہت زرخیز تھی۔ زمینداروں کے نقصانات کو دیکھ کر لوگ تڑپ رہے تھے۔گلیاں اور مکانات لکڑیوں سے اٹے پڑے تھے کیونکہ جہاں دریا ڈھا لگاتا،لوگ درخت کاٹ کاٹ کر لے آتے۔ مَیں اکثر نمازوں کے لئے مسجد جاتا تو لوگوں کو قادیان جاکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے دعاکرانے کے لئے کہتا۔لوگ کہتے کہ اگر ہم قادیان گئے تو دوسرے لوگ ہمیں کافر کہنے لگیں گے۔ میں کہتا کہ تم اپنی مرضی دیکھو۔ آخر دو آدمی میرے پاس آئے کہ ہمیں دعاکے لئے خط لکھ دو۔ وہ خط لے کر چلے گئے۔جالندھر شہر میں ان کی رشتہ داری تھی۔ وہ پہلے دن رات جالندھر میں رہے۔ دوسرے دن نمازِ ظہر سے پہلے قادیان پہنچ گئے اور حضرت صاحبؓ کو میرا عریضہ دے دیا اور خود زبانی بھی عرض کیا کہ حضور! ہمارے لئے دعاکریں۔ حضور پُرنورؓ نے فرمایا کہ جب میں نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں آیا کروں اس وقت اونچی آواز سے ضرور یاد کرادیا کرنا۔ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں ان کے لئے دعاہوئی۔ وہ رات کو سوگئے۔ ان کو دریا کے نقصان سے بچاؤ کی اطلاع خواب کے ذریعے مل گئی۔صبح کی نماز کے لئے جب وہ مسجد میں آئے تو حضرت اقدسؓ کو اپنا خواب سنایا کہ ہمارا تو یقین ہوگیا ہے کہ حضور پُرنور کی دعا منظور ہوگئی ہے۔ہمیں جانے کی اجازت دے دیں، ہمیں بڑی فکر ہے۔ اجازت لے کر وہ گھر واپس لوٹے تو راستے میں جو کوئی ان سے ملتا، ان کو الٹی خبر سناتا مگر ان کا یقین کم نہ ہوا۔ سیدھے مسجد میں پہنچے اور قسم کھاکر سارا حال سنایا۔حضرت اقدسؓ سے دعاکرانے اور اپنے

خواب اور یقین کا حال سنایا۔ لوگوں نے راستہ میں بھی اور گاؤں کے نزدیک بھی ہمارے خواب کے برخلاف بہت کچھ کہہ ڈالا۔ اس پر ہم مسجد میں کھڑے ہوئے اور قبلہ رخ ہو کر قسم کھائی کہ ہمارا خواب جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اب تم لوگ بتاؤ کہ ہمارا خواب جھوٹا ہے یا سچا ہے؟ تو لوگوں نے برملا کہا کہ جس وقت کی تم بات کرتے ہو، اس لمحے سے دریا نے ایک تولہ بھر مٹی بھی نہیں گرائی۔ پھر کیا تھا، سارا گاؤں کا گاؤں بن بلائے میرے مکان پر آ گیا۔ اور کہنے لگے کہ تم حضور پُرنور کو عرض کرو کہ ان کی دعا کے طفیل دریا نے اب ایک تولہ بھی زمین نہیں گرائی۔ ہم عاجزوں کے لئے دعا کریں کہ دریا ہم سے دور چلا جائے اور ہماری جو زمین گرائی ہے اس سے بہتر زمین اپنے پیچھے چھوڑ جائے۔ میں نے سب گاؤں کے انگوٹھے لگوا کر حضور پُرنور حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں سب حال عرض کر کے دعا کے لئے درخواست ارسال کر دی۔ حضورؓ نے ازراہِ غرباء پروری جلد ہی جواب سے مشرف فرمایا جس کی اطلاع لوگوں کو کرا دی گئی۔ تھوڑے دنوں بعد دریا نے پلٹا کھایا اور ان کی زمینیں چھوڑ کر تین میل پیچھے ہٹ گیا۔

اس کی اطلاع بھی حضور پُرنورؓ کی خدمت میں ارسال کر دی گئی۔

(حضرت چوہدری غلام محمد خان گرد اور قانونگو صفحہ 31 تا 32)

انشاء اللہ اس کے ہاں اولاد ہو گی

حضرت ڈاکٹر محمد صادق صاحب تحریر فرماتے ہیں:

خلافت ثانیہ کا ابتدائی زمانہ تھا۔ میرے والد مرحوم جناب منشی امام الدین صاحبؓ ان دنوں موضع لوہ چپ میں جو قادیان سے چار میل کے فاصلہ پر جانب غرب واقعہ ہے، ملازم تھے۔ پاس ایک گاؤں بھاگ تنگل ہے۔ وہاں ایک شخص پھمن سنگھ رہتا تھا جو ابھی تک زندہ ہے۔ اس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ ایک دن اس نے کہا کہ میرے لئے اپنے حضرت صاحب سے دعا کروائیں کہ خدا مجھے لڑکا عطا فرمائے۔ اگر مرزا صاحب سچے ہوں گے تو میرے ہاں اولاد ہو جائے گی۔ والد صاحب مرحوم ومغفور قادیان آئے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے حضور سارا واقعہ عرض کر دیا۔ حضورؓ نے فرمایا کہ میں دعا کروں گا اور انشاء اللہ اس کے ہاں اولاد ہو گی۔ والد صاحب نے اسے یہ خوشخبری سنا دی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اور دھم سنگھ ہے۔ یہ لڑکا میٹرک پاس کر چکا ہے اور اپنے گاؤں میں پہلا نوجوان ہے جس نے اتنی تعلیم حاصل کی ہے۔

(الحکم جوبلی نمبر 20 دسمبر 1939ء جلد نمبر 42)

لکھ دو میں نے دعا کر دی

حضرت قدرت اللہ سنوری صاحبؓ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی قبولیت دعا کا نشان تحریر فرماتے ہیں:

ریاست پٹیالہ تحصیل سرہند میں ایک سکھ ذیلدار میرا سخت مخالف تھا۔ پہلے وہاں تحصیلدار اور افسر مال دونوں مسلمان تھے۔ افسر مال تبدیل ہوگیا اور ایک سکھ بطور افسر مال آ گیا۔ ذیلدار نے اس کو بہت بھڑکایا جس پر اس افسر مال نے نمبردار کے ذریعہ مجھے پیغام بھجوایا کہ اس کو کہہ دو کہ ملازمت ترک کر کے چلا جاوے ورنہ اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ میں نے نمبردار سے پوچھا کہ اس نے کیا الفاظ کہے تھے؟ اس نے بتانے سے انکار کیا کہ اسی سے پوچھو، مجھے بیہودہ باتیں کرنے سے شرم آتی ہے۔ میں نے اصرار کیا کہ آپ مجھے وہ الفاظ بتائیں۔ اس نے کہا کہ وہ یوں کہتا تھا کہ اس سور مسلے کو کہہ دو کہ چلا جاوے۔ میں نے اس نمبردار کو کہا کہ آپ یہ یاد کر کے جاویں اور افسر مال صاحب سے کہہ دیں کہ قدرت اللہ نے عرض کیا ہے فَكِيدُونِي فَلَا تُنظِرُونِ جس قدر ڈرا کرنے ہیں، کر لو۔ میں ملازمت از خود ترک نہیں کروں گا اور یہ جو آپ نے ''سور مسلا'' فرمایا ہے، میں اس کا کوئی جواب نہیں دیتا کیونکہ آپ میرے افسر ہیں۔ ہاں! اگر میرا خدا چاہے تو وہ خود جواب دے سکتا ہے۔ ظہر کا وقت تھا، میں نے نماز ادا کی اور اس میں دعا کی۔

دعا کرنے کے بعد میں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک خط لکھا اور یہ سارا واقعہ تحریر کیا اور یہ خط ایک زمیندار کے ہاتھ میں دے کر اس کو اپنے گھوڑے پر سوار کر کے تقریباً پندرہ میل کے فاصلہ پر اپنے خسر مکرم چوہدری کریم بخش صاحب کے پاس بھجوایا اور ان کو خط لکھ دیا کہ آپ آج ہی رات ریل گاڑی پر سوار ہو کر میرا خط لے کر بٹالہ جائیں اور بٹالہ سے قادیان پہنچ کر میرا خط حضورؓ کی خدمت میں پیش کر دیں اور اس خط میں مَیں نے یہ سارا واقعہ حضورؓ کی خدمت میں لکھ دیا تھا کہ مجھے اس نے ایسا کہا ہے۔ وہ خط مکرم چوہدری صاحب کے پاس پہنچا تو وہ اسی رات ریل پر قادیان پہنچ گئے۔ جب وہ مسجد مبارک میں داخل ہوئے تو اس وقت تکبیر ہو رہی تھی۔ مکرم چوہدری صاحب نے نہایت سرعت کے ساتھ بڑھ کر نماز شروع ہونے سے پہلے میرا خط حضورؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضورؓ نے نیت باندھنے سے پہلے ہی وہ خط پڑھ لیا اور پچھلی طرف مڑ کر مکرم چوہدری صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا: ان کو لکھ دو کہ میں نے دعا کر دی ہے۔ چنانچہ اس خط کا جواب مجھے اس وجہ سے دیر سے ملا کہ میری رہائش دیہات میں تھی اور وہاں ہفتہ وار ڈاک جاتی تھی۔ مگر دعا والے دن کی شام کو ہی افسر مال صاحب دورے پر چلے گئے اور وہاں جاتے ہی رات کو انہیں ہیضہ ہو گیا۔ قے اور دستوں میں بھرے ہوئے تحصیل میں لائے گئے۔ وہاں سے رتھ میں پٹیالہ کو روانہ ہوئے۔ جب میرے حلقہ کی حد میں آئے تو فوت ہو گئے۔

(تجلی قدرت صفحہ 44 تا 45)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 22 فروری 2019ء)

☆...☆...☆

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

خیال رکھا اور اس کا انتظام بھی کر دیا۔ اور پھر یہ کہ اس کی عبادت کر کے اور اس کا شکر ادا کر کے تم اس کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے اور سب سے بڑا فضل جو اس نے ہم پر کیا وہ یہ ہے کہ تمہیں ماں باپ دیئے جنہوں نے تمہاری پرورش کی، بچپن میں تمہاری بے انتہا خدمت کی، راتوں کو جاگ جاگ کر تمہیں اپنے سینے سے لگایا۔ تمہاری بیماری اور بے چینی میں تمہاری ماں نے بے چینی اور کرب کی راتیں گزاریں، اپنی نیندوں کو قربان کیا، تمہاری گندگیوں کو صاف کیا۔ غرض کہ کون سی خدمت اور قربانی ہے جو تمہاری ماں نے تمہارے لئے نہیں کی۔ اس لئے آج جب ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تم منہ پرے کر کے گزر نہ جاؤ، اپنی دنیا الگ نہ بساؤ اور یہ نہ ہو کہ تم ان کی فکر تک نہ کرو۔ اور اگر وہ اپنی ضرورت کے لئے تمہیں کہیں تو تم انہیں جھڑکنے لگ جاؤ۔ فرمایا: نہیں، بلکہ وہ وقت یاد کرو جب تمہاری ماں نے تکالیف اٹھا کر تمہاری پیدائش کے تمام مراحل طے کئے۔ پھر جب تم کسی قسم کی کوئی طاقت نہ رکھتے تھے، تمہیں پالا پوسا، تمہاری جائز و ناجائز ضرورت کو پورا کیا۔ اور آج اگر وہ ایسی عمر کو پہنچ گئے ہیں جہاں نہیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے جو ایک لحاظ سے ان کی اب بچپن کی عمر ہے، کیونکہ بڑھاپے کی عمر بھی بچپن سے مشابہ ہی ہے۔ ان کو تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔ تو تم یہ کہہ دو کہ نہیں، ہم تو اپنے بیوی بچوں میں مگن ہیں ہم خدمت نہیں کر سکتے۔ اگر وہ بڑھاپے کی وجہ سے کچھ ایسے الفاظ کہہ دیں جو تمہیں ناپسند ہوں تو تم انہیں ڈانٹنے لگ جاؤ، یا مارنے تک سے گریز نہ کرو۔ بعض لوگ اپنے ماں باپ پر ہاتھ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ مَیں نے خود ایسے لوگوں کو دیکھا ہے، بہت ہی بھیانک نظارہ ہوتا ہے۔ اُف نہ کرنے کا مطلب یہی ہے کہ تمہاری مرضی کی بات نہ ہو بلکہ تمہارے مخالف بات ہو تب بھی تم نے اُف نہیں کرنا۔ اگر ماں باپ ہر وقت پیار کرتے رہیں، ہر بات مانیں، ہر وقت تمہاری بلائیں لیتے رہیں، لاڈ پیار کرتے رہیں پھر تو ظاہر ہے کوئی اُف نہیں کرتا۔ فرمایا کہ تمہاری مرضی کے خلاف باتیں ہوں تب بھی نرمی سے، عزت سے، احترام سے پیش آنا ہے۔ اور نہ صرف نرمی اور عزت واحترام سے پیش آنا ہے بلکہ ان کی خدمت بھی کرنی ہے۔ اور اتنی پیار، محبت اور عاجزی سے ان کی خدمت کرنی ہے جیسی کہ کوئی خدمت کرنے والا کر سکتا ہو۔ اور سب سے زیادہ خدمت کی مثال اگر دنیا میں موجود ہے تو وہ ماں کی بچے کے لئے خدمت ہی ہے۔ اب یہاں رہنے والے، مغرب کی سوچ رکھنے والے، بلکہ ہمارے ملکوں میں بھی، برصغیر میں بھی، بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ماں باپ کی خدمت نہیں کر سکتے، ایک بوجھ سمجھتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ جماعت ایسے بوڑھوں کے مراکز کھولے جہاں یہ بوڑھے داخل کروا دیئے جائیں کیونکہ ہم تو کام کرتے ہیں، بیوی بھی کام کرتی ہے، بچے اسکول چلے جاتے ہیں اور جب گھر آتے ہیں تو بوڑھے والدین کی وجہ سے ڈسٹرب (Disturb) ہوتے ہیں، اس لئے سنبھالنا مشکل ہے۔ کچھ خوف خدا کرنا چاہئے۔ قرآن تو کہتا ہے کہ ان کی عزت کرو، ان کا احترام کرو اور اس عمر میں اُن پر رحم کے پر جھکا دو۔ جس طرح بچپن میں انہوں نے ہر مصیبت جھیل کر تمہیں اپنے پروں میں لپیٹے رکھا۔ تمہیں اگر کسی نے کوئی تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تو مائیں شیرنی کی طرح جھپٹ پڑتی تھیں۔ اب ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو کہتے ہو کہ ان کو جماعت سنبھالے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے سنبھالتی ہے لیکن ایسے بوڑھوں کو جن کی اولاد نہ ہو یا جن کے کوئی اور عزیز رشتہ دار نہ ہوں۔ لیکن جن کے اپنے بچے سنبھالنے والے موجود ہوں تو بچوں کا فرض ہے کہ والدین کو سنبھالیں۔ تو ایسی سوچ رکھنے والوں کو اپنی طبیعتوں کو، اپنی سوچوں کو تبدیل کرنا چاہئے۔ یہ نہیں کہ جب تک والدین سے فائدہ اٹھاتے رہے، اٹھا لیا، مکان اور جائیدادیں اپنے نام کروا لیں، اب ان کو پرے پھینک دو۔ کسی احمدی کی یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تو اسلام کی بھلائی ہوئی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں رائج کرنے کے لئے تشریف لائے تھے، اس کے حُسن کی چمک دنیا کو دکھانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے نہ کہ اس کے خلاف عمل کروانے کے لئے۔

(خطبہ جمعہ 16 جنوری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مرسلہ: فخر الحق شمس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سفر سیالکوٹ کے دوران پُر معارف و پُر تاثیر ’’لیکچر سیالکوٹ‘‘

جماعت سیالکوٹ کی درخواست پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے مورخہ 27/ اکتوبر 1904ء کو سیالکوٹ کا سفر فرمایا۔ صبح 4 بجے حضور قادیان سے پالکی میں روانہ ہوئے۔ نصف راستہ پالکی میں طے کر لینے کے بعد پا پیادہ سفر اختیار فرمایا۔ بٹالہ اسٹیشن سے سیالکوٹ تک بذریعہ ٹرین سفر فرمایا۔ امرتسر، اٹاری، میاں میر، لاہور، گوجرانوالہ اور وزیر آباد سے ہوتے ہوئے گاڑی شام چھ بجے کے بعد سیالکوٹ پہنچی اور حضور نے ورود مسعود فرمایا۔ ہر اسٹیشن پر حضرت مسیح موعودؑ کے استقبال کے لئے کثیر تعداد میں احباب جماعت موجود تھے۔ حضور کے قیام کے لئے حضرت حکیم حسام الدین کا ایوان تجویز ہوا اور حضور وہیں فروکش ہوئے۔ یہ وہی محلہ تھا جس میں حضور گمنامی کی حالت میں چالیس برس پہلے زمانہ ملازمت کے دوران قیام پذیر رہے تھے۔ حضور کے اس تاریخی سفر کے موقع پر جماعت سیالکوٹ نے حضور کی زیارت کی غرض سے آنے والے مہمانوں کی آمد کا اندازہ کر کے بڑے وسیع پیمانے پر مہمان نوازی کا انتظام کر رکھا تھا۔ حضور اور حضور کے مہمانوں کی تواضع، دل جوئی اور آرام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ انہوں نے اپنے گھر مہمانوں کے لئے خالی کر دیئے۔ حضور کے تشریف لاتے ہی مہمانوں کی کثرت بڑھتی گئی۔

مورخہ 28/ اکتوبر 1904ء کو جمعہ تھا۔ اس دن لوگ نہایت کثرت سے اس مسجد (اب مسجد مبارک کہلاتی ہے جس کو بعض شر پسند عناصر نے مورخہ 23، 24 مئی کی درمیانی شب کو شہید کر دیا۔) میں جو حضور کی فرودگاہ سے ملی ہوئی تھی۔ وقت مقررہ سے پہلے ہی جمع ہو گئے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے جمعہ پڑھایا۔ نماز جمعہ کے بعد بہت سے اصحاب نے بیعت کی۔ بیعت کے بعد حضور نے ایک پُر تاثیر تقریر فرمائی۔ حضور نے پہلے 31/ اکتوبر کو واپسی کا ارادہ فرمایا۔ حضور کے اس ارادہ کو احباب نے بہت محسوس کیا اور حضور کی خدمت میں اس ارادہ کے التواء کے لئے عرض کیا۔ جس پر حضور نے اپنا ارادہ 3/ نومبر تک ملتوی فرما دیا۔ 2/ نومبر کو تجویز ہوئی کہ حضور کی طرف سے دین اسلام پر ایک پبلک لیکچر دیا جاوے۔ حضور نے 31/ اکتوبر کی دوپہر کے بعد لیکچر لکھا اور 2/ نومبر کو یہ لیکچر چھپ بھی گیا۔ اس طرح لیکچر کی تیاری میں صرف ایک ہی دن صرف ہوا۔

لیکچر کا مقام سرائے مہاراجہ صاحب بہادر منتخب ہوا۔ یکم نومبر کی شام کو لیکچر گاہ میں شامیانوں کا انتظام کیا گیا۔ اور دریوں کا فرش بچھایا گیا اور کرسیاں رکھی گئیں۔ الغرض لیکچر گاہ راتوں رات تمام ضروری سامان سے آراستہ کر دی گئی۔ لوگوں کو جگہ نہ ملنے کا اس قدر خیال تھا کہ بہت سے لوگ رات ہی کو وہاں سوئے اور اکثر علی الصبح اُٹھ کر فجر کی نماز سے بھی پہلے وہاں جا پہنچے۔

حضور کا جلوس بڑی شان سے گزرتا ہوا بالآخر لیکچر گاہ تک پہنچا۔ جہاں شہر کے ہر مذہب و ملت کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں حضور کے لئے چشم براہ تھے۔ حضور جب جلسہ گاہ میں داخل ہوئے تو ہر شخص اس کوشش میں تھا کہ میں ایسی جگہ بیٹھوں جہاں سے خدا تعالیٰ کے اس برگزیدہ مامور کو دیکھ سکوں۔ حضور کا نورانی اور خدا نما چہرہ سامعین کو خصوصیت سے اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ حضور کے ساتھ ہی ایک کرسی پر حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین صاحب اور دوسری طرف حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی تشریف فرما تھے۔ چاروں طرف خاموشی طاری تھی۔ جناب مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹرایٹ لاء نے جلسہ کی صدارت کے لئے حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کا نام پیش کیا جو متفق طور پر منظور ہوا اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کی صدارت میں جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ ابتدا میں آپ نے نہایت بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ آپ کی اس افتتاحی تقریر کے بعد حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں قرآن کریم کی چند آیات تلاوت کیں۔ پھر حضور کے مطبوعہ لیکچر کو پڑھنا شروع کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اس روح پرور تقریر کے بعد حضرت مولوی نور الدین صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔ جس کے بعد جلسہ ختم ہو گیا۔

چونکہ 3/ نومبر کو حضور کی تاریخ روانگی مقرر تھی اس لئے بیعت کرنے والوں میں جوش ارادت انتہا کو پہنچ گیا اور وہ کثرت سے بیعت میں شامل ہوئے۔ دوسرے دن حضرت مسیح موعودؑ کی قادیان کی طرف روانگی تھی۔

حضور کے لیکچر سیالکوٹ کا خلاصہ

حضور نے اپنے معرکہ آراء لیکچر میں تمہید کے بعد نہایت اچھوتے رنگ میں اپنے وجود کو اسلام کی صداقت کے ثبوت میں پیش فرمایا اور اس ضمن میں پہلی مرتبہ مجمع عام میں کرشن ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ فرمایا وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تُو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں کے لئے اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔ لیکچر کے آخر میں حضور نے فرمایا مجھے اس زمین سے ایسی ہی محبت ہے جیسا کہ قادیان سے۔ کیونکہ میں اپنے اوائل زمانہ کی عمر میں سے ایک حصہ اس میں گزار چکا ہوں اور اس شہر کی گلیوں میں بہت سا پھر چکا ہوں۔ میرے اُس زمانہ کے دوست اور مخلص اس شہر میں ایک بزرگ ہیں یعنی حکیم حسام الدین صاحب جن کو اُس وقت بھی مجھ سے محبت رہی ہے وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ وہ کیسا زمانہ تھا اور کیسی گمنامی کے گڑھے میں میرا وجود تھا۔ اب میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ ایسے زمانہ میں ایسی عظیم الشان پیشگوئی کرنا کہ ایک گمنام کا آخر کار یہ عروج ہو گا کہ لاکھوں لوگ اس کے تابع اور مرید ہو جائیں گے اور فوج در فوج لوگ بیعت کریں گے۔ فرمایا اس قدر لوگوں کی کثرت ہو گی کہ قریب ہو گا کہ وہ لوگ تھکا دیں۔ کیا یہ انسان کے اختیار میں ہے اور کیا ایسی پیشگوئی کوئی مکّار کرسکتا ہے کہ چوبیس سال پہلے تنہائی اور بے کسی کے زمانہ میں اس عروج اور مرجع خلائق ہونے کی خبر دے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 06/ جولائی 2018ء)

حضرت میر حسام الدین صاحبؓ اور ان کے مکان کا ایک تذکرہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اتفاق سے جماعت نے آپ کے قیام کے لئے جو بالاخانہ تجویز کیا وہ بغیر منڈیر کے تھا۔ آپ کو چونکہ اس بات کا علم نہیں تھا کہ اس مکان کی چھت پر منڈیر نہیں اس لئے آپ مکان میں تشریف لے گئے مگر جونہی آپ کو معلوم ہوا کہ اس کی منڈیر نہیں آپ نے فرمایا کہ منڈیر کے بغیر مکان کی چھت پر رہنا جائز نہیں اس لئے ہم اس مکان میں نہیں رہ سکتے۔ پھر آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا ابھی سید حامد شاہ صاحب کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم کل واپس جائیں گے کیونکہ ایسے مکان میں رہنا شریعت کے خلاف ہے۔ وہ بڑے مخلص اور سلسلہ کے فدائی تھے۔ انہوں نے جب یہ سنا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے مگر کہا کہ بہت اچھا حضرت صاحب سے عرض کر دیجئے ہم انتظام کر دیتے ہیں۔ جماعت کے دوستوں کو معلوم ہوا تو ایک کے بعد دوسرے دوست نے آنا شروع کر دیا اور انہوں نے کہا کہ حضرت صاحب سے عرض کیا جائے کہ وہ ہماری اِس غلطی کو معاف فرما دیں ہم ابھی آپ کے لئے کسی اَور مکان کا انتظام کر دیتے ہیں وہ خدا کے لئے سیالکوٹ سے نہ جائیں۔ مگر شاہ صاحب نے فرمایا میں اِس بات کو پیش کرنا ادب کے خلاف سمجھتا ہوں۔ جب حضرت صاحب نے فرما دیا ہے کہ اب ہم واپس جائیں گے تو ہمیں حضور کی واپسی کا انتظام کرنا چاہئے۔ اتنے میں ان کے والد میر حسام الدین صاحب مرحوم کو اِس بات کا پتہ لگ گیا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت بے تکلفی کے ساتھ گفتگو فرما لیا کرتے تھے اور تھے بھی حضور کے پُرانے دوستوں میں سے۔ سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو زمانہِ ملازمت گزرا ہے اُس میں میر صاحب کے حضرت مسیح مودعود علیہ السلام کے ساتھ دوستانہ تعلقات رہ چکے تھے اِس لئے وہ بے تکلفی سے گفتگو کرلیا کرتے تھے۔ وہ یہ سنتے ہی مکان پر تشریف لائے اور بڑے زور سے کہا۔ بلاؤ مرزا صاحب کو، مجھے جہاں تک یاد ہے انہوں نے حضرت کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ میرا چونکہ اُن سے کوئی تعارف نہیں تھا اس لئے میں تو نہ سمجھ سکا کہ یہ کون دوست ہیں مگر کسی اور شخص نے مجھے بتایا کہ یہ میر حامد شاہ صاحب کے والد ہیں۔ خیر میں گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے میں نے کہا کہ ایک بُڈھا سا آدمی باہر کھڑا ہے اور وہ کہتا ہے کہ بُلاؤ مرزا صاحب کو، نام حسام الدین ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ سنتے ہی اسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیڑھیوں سے نیچے اُترنا شروع کر دیا۔ ابھی آپ آخری سیڑھی پر نہیں پہنچے تھے کہ میر حسام الدین صاحب نے رو کر اور بڑے زور سے چیخ مار کر کہا کہ ’اس بڈھے واریں مینوں ذلیل کرنا ہے ساڈاتے نک وڈیا جائے گا‘۔ یعنی کیا اِس بڑھاپے میں آپ مجھے لوگوں میں رُسوا کرنا چاہتے ہیں میری تو ناک کٹ جائے گی اگر آپ واپس چلے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اِس کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ آپ نے فرمایا سید صاحب! ہم بالکل نہیں جاتے، آپ بے فکر رہیں۔ چنانچہ فوراً جماعت نے کیلے گاڑ کر قناتیں لگا دیں اور شریعت کا منشاء بھی پورا ہو گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو شکایت تھی وہ دُور ہو گئی۔‘‘

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 06/ جولائی 2018ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا ٭ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ کَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۴﴾

(سورۃ آلِ عمران :194)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم نے ایک منادی کرنے والے کو سُنا جو ایمان کی منادی کر رہا تھا کہ اپنے ربّ پر ایمان لے آوٴ۔ پس ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے ربّ! پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔

یہ قرآنِ مجید کی عفو ومغفرت اور انجام بخیر کی افضل دعا ہے۔

پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ روزانہ رات کو سورۃ آلِ عمران کی ان آخری آیات کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

(تفسیر قرطبی جلد 4 صفحہ31)

پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو اپنے خطبہ جمعہ مؤرخہ 15جون 2018 کو مندرجہ بالا دعا کے پڑھنے کی تحریک فرمائی۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

طلوع وغروب آفتاب

27 نومبر 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:19	17:37
مدینہ منورہ	05:24	17:33
قادیان	05:42	17:25
ربوہ	05:21	17:05
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:10	16:01

رپورٹ: حافظ مصور احمد مزمل نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن (سینیگال)

رپورٹ بابت نیشنل اجتماع مجلس انصاراللہ سینیگال

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی میں جماعت احمدیہ روز افزوں ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ گزشتہ چند مہینوں سے کرونا وائرس نامی وباء نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے کر جس طرح منجمد کیا وہ اپنی مثال آپ ہے ۔ باوجود ان طبعی آفات اور ان کے نتائج میں ہونے والے معاشی بحران کے ،جماعت احمدیہ کا قدم ہر آن ہر لحہ اپنی منزل کی جانب بڑھ رہا ہے۔

مذکورہ بالا پس منظر کے باوجود حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مجلس انصاراللہ سینیگال کو اپنا سالانہ اجتماع مؤرخہ 30، 31 اکتوبر 2020 کو حکومت کی طرف سے جاری کردہ احتیاط اور پابندیوں کے مطابق منعقد کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

امسال جماعتی کیلنڈر 2020 مرتب کرتے ہوئے امیر جماعت سینیگال مکرم ناصر احمد سدھو صاحب نے یہ ہدایت جاری کی تھی کہ امسال نیشنل اجتماع انصار اللہ سینیگال Tambacounda تانباکنڈا ریجن میں منعقد ہو گا۔

چنانچہ مقررہ تواریخ سے ایک ماہ قبل ہی ریجنل سطح پر ریجنل زعیم انصاراللہ مکرم سالف والی صاحب اور لوکل معلم مکرم بدرا سار صاحب کی سرکردگی میں ایک کمیٹی قائم کی، اور ان کی میٹنگ کر کے کامیاب انتظامات کے لئے متعلقہ امور تفویض کئے۔اس طرح ایک ماہ میں تین مرتبہ میٹنگ کر کے متعلقہ انتظامات کا جائزہ لیا گیا۔

مورخہ 29 اکتوبر بروز جمعرات ہی مجلس انصاراللہ کے ممبران دیگر ریجنز مثلاً (Dakar 465km), (Zinginchour 435km), (Theis 380Km) اور (Saint Louis 525km) سے آنا شروع ہو گئے تھے۔

مورخہ 30 اکتوبر 2020 کو مکرم ناصر احمد سدھو صاحب امیر صاحب سینیگال نے خطبہ جمعہ کے ساتھ اجتماع کا افتتاح فرمایا اور انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

بعد ازاں انصار کے مابین 8 ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ جن میں کلائی پکڑنا ، میوزیکل چئیر، ریلے ریس، 100 میٹر دوڑ ، فٹ بال اور دیگر مقابلہ جات شامل ہیں۔

رات کو بعد نمازمغرب و عشاء انصار کے مابین علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔جن میں تلاوت ،حفظ قرآن، دینی معلومات وغیرہ شامل تھے۔اگلے دن بروز ہفتہ باقی ماندہ ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ اور اس کے بعد ایک طویل مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی۔

بعد ازاں مکرم یونس بوجاں صاحب صدر مجلس انصار اللہ سینیگال نے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے۔اختتامی تقریب کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں پر تکلف کھانا پیش کیا گیا۔جس کے بعد تمام انصار اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے۔

شعبہ رجسٹریشن کے مطابق انصار کی تعداد 211 رہی اور دیگر معاونین خدام کو ملا کر کل تعداد 250 سے زائد رہی جو کہ گزشتہ سال کی تعداد سے دوگنا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو انصار کی تربیتی وتعلیمی ہر دو لحاظ سے ترقی کا ذریعہ بنائے۔ آمین